قصص النبیینؑ کا تجزیاتی مطالعہ

حافظ محمد سعید عاطف *

دین اسلام اصلاً دین فطرت ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کا ابلاغ اس انداز سے کیا جائے کہ فطرت (Nature) خود ہی دین فطرت (اسلام) کا تقاضا کرنے لگے اور اسلام کی ہر بات انسان کو اپنے اندر کی آواز معلوم ہونے لگے اور معاملہ

ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

والا بن جائے۔اس پہلو سے دیکھیں تو مولانا علی میاںؒ مرحوم کی ہر تحریر یہی اندازِ دل ربائی لیے ہوئے ہے۔مولانا فطرت سے ہم کلام ہوتے ہیں۔انسانی احساسات کو بیدار کرتے ہیں چونکہ انسانی فطرت کا سب سے معصوم طبقہ بچوں کا طبقہ ہے۔اس لیے آپ نے اس طبقے کے لیے بھی مختصر لیکن بڑا ٹھوس اور وقیع کام ہے۔

بڑے کہتے ہیں کہ بچوں کے لیے لکھنا بچوں کا کھیل نہیں ۔اس کے لیے بچوں کی نفسیات،ان کی دلچسپیاں ،میلانات اور عواطف کو گہرا علم درکار ہوتا ہے۔بچوں کے لیے جو اسلوب اپنایا جائے وہ سادہ اور سہل ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ اور سبق آموز بھی ہو۔اس میں محض وعظ ونصیحت نہ ہو بلکہ اس میں بچوں کے ''حسن تغزل'' کی جھلک بھی ہو۔جملے چھوٹے چھوٹے آسان اور عام فہم ہوں۔بچوں کی نفسیات کے ماہرین کے مطابق بچوں کے سکھانے کا ایک موثر انداز کہانیاں ہیں۔[1]

اگرچہ اس طرح کی خوبیوں کو یکجا کرنا ازحد مشکل ہے کہ انسان بڑی عمر میں اپنے ہم عمروں کے لیے تو آسانی سے لکھ لیتا ہے۔لیکن اس عمر میں بچوں کے لیے لکھنا یعنی اپنے بچپن میں لوٹ جانا علم کی گہرائی اور پھر جملہ فنی لوازم کو ملحوظ رکھ کر لکھنا ایک مشکل تر مرحلہ ہوتا ہے لیکن مولانا اس کٹھن مرحلے سے گزرے،اور بخوبی گزرے۔جس کی داد انہیں عرب علماء[2]،ادباء[3] تک نے دی۔

---

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور۔

کسی بھی کتاب کو سمجھنے سے پہلے صاحب کتاب کی شخصیت کو سمجھنا ازبس ضروری ہے۔ اگر ہم صاحب قصص النبیین کی شخصیت کے اندر جھانکیں تو کسی قدر اندازہ ہوتا ہے کہ خود مولانا کا بچپن کتنا پاکیزہ ہوگا۔ جن کے والد نے ''نزہۃ الخواطر اور گلِ رعنا'' جیسے ادبی خزینے چھوڑے۔؎ جن کی والدہ زہد و ورع کا کمیاب نمونہ ہو۔ جن کے بھائی ڈاکٹر عبدالعلی قدیم و جدید رنگ کے لیے متوازن و متواضع ہوں جن کی ہمشیرہ امۃ التسلیم ''زادِ راہ'' کی مؤلفہ ہوں۔ جس خاندان کے بڑوں میں سید احمد شہید ایسے صاحب قلم و سیف گزرے ہوں تو ان کا بچپن کتنا پاکیزہ مؤدب، معصوم اور بھرپور گزرا ہوگا۔ طبیعت کی فطری اٹھان کو خاندانی متانت نے کس قدر متوازن کر دیا ہوگا۔ جس خانوادہ میں پشت ہا پشت سے دینداری اخلاص وللّٰہیت اور ادب و شاعری وراثتاً چلی آ رہی ہو ایسی شخصیت کا بچپن عصری آلودگیوں سے یقیناً پاک رہا ہوگا۔

اس پس منظر میں جب مولانا نے اپنے بھتیجے کے ہاتھ میں کتے، بلیوں اور جنات وغیرہ کی روایتی کہانیاں دیکھیں۔۵ تو انہیں اپنی پاکیزہ بچپن اور تربیت کا زمانہ یاد آ گیا ہوگا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بچپن موثر و ہمہ پہلو دینی تعلیم و تربیت کے انداز کو مولانا نے جب اپنے اسلوب میں لکھا تو ہمارے سامنے قصص النبیین کا شہ پارہ آ گیا۔ اس کتاب میں بچوں کی نفسیات کو اس قدر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اگر ہم اقبال کے شعر میں تھوڑا سا تغیر کریں تو بیانِ احوال کے لیے مناسب تر ہوگا۔

''اشغال'' بچوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مرد قلندر کی نظر سے
معلوم مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گزرا تھا اس راہ گزر سے۔۶

اس ''راہ گزر'' کی تفصیلات جس فنکارانہ مہارت اور جس مومنانہ بصیرت کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں عصری اسلوب کو ملحوظ رکھتا ہوئے بچوں کی نفسیات کے مطابق لکھیں وہ مولانا کا ہی خاصہ ہے۔

مولانا اس کتاب کے اسلوب و نہج کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں مسلمان بچوں

کے لیے ایسی کتاب لکھوں جو بچوں کی نفسیات کے مطابق واضح، دلچسپ، آسان، ہلکی پھلکی اور خوبصورت ہو۔ ۷؎ ان خصوصیات کو مولانا نے اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ علمائے نفسیات کے نزدیک کہانیاں بچوں کے اعتماد کو بڑھاتی ہیں۔ ۸؎

اس کے علاوہ دعوتی نقطہ نظر سے مواد کی ترتیب نتائج واستنباط آیات واحادیث کے منتخبات، سوالات اور مکالمے اس سلیقے، حکمت اور تدریج سے دیئے ہیں کہ قصص النبیین بچوں کو چلتا پھرتا معلم بن گئی ہے۔ جو زندگی کے ہر موڑ پر مسلمان بچوں کے لیے انبیاء کی سیرت کا پاکیزہ نمونہ ان کے سامنے رکھ دیتی ہے۔

حیران کن امر بات یہ ہے کہ اس کتاب سے پہلے ہمیں اس موضوع پر کوئی جامع اور مبسوط کتاب نظر نہیں آتی۔ اگر چند حضرات نے اس میدان میں سعی بھی کی تو اس میں شاعرانہ مبالغہ آرائی کی گئی۔ مافوق الفطرت کردار سامنے لائے گئے جس کے سبب بچوں میں جدوجہد کے جذبہ کے بجائے کسی انہونی کے انتظار نے ان کے جذبات کو سرد کر کے رکھ دیا۔ ایسی کتابوں میں کہیں حسن وعشق کے قصر نظر آتے ہیں، کہیں معشوقیوں کی شکل میں جنسی آلودگیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کچھ افراد نے مزید ہمت کی اور اچھے جذبے کے تحت سچائی کے اندر رنگ بھرنے کے لیے مبالغہ آرائی کی اور اس طرح رطب ویابس کو اکٹھا کر دیا۔ کچھ بڑوں نے بچوں کے لیے بڑوں کے انداز میں لکھا۔ جس میں ڈانٹ ڈپٹ کا پہلو غائب رہا۔

لیکن مولانا کا قلم ان تمام اسقام سے بچا رہا۔ قصص النبیین میں نہ شاعرانہ مبالغہ آرائی ہے اور نہ مشرقی عجائب، سندی، نہ رطب ویابس ہے اور نہ ہی اس میں زیب داستان کے لیے بے جا رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ بلکہ مولانا نے اس کتاب میں کمال درجے کا توازن برقرار رکھا ہے۔ جس میں ثقاہت وسنجیدگی اور دلچسپی وتسہیل پہلو بہ پہلو دکھائی دیتے ہیں۔

عربی زبان وادب سے مولانا کا گہرا تعلق رہا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں عربی کی جامعیت اور بچوں کی نفسیات دونوں کو سامنے رکھا اور واعظانہ انداز کے بجائے دوستانہ وہمدردانہ اسلوب اپنایا ہے۔

کتاب کی ابتداء حضرت آدم کے ذکر کے بجائے قصہ ابراہیم سے کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ابراہیم کے قصے میں بچوں کی نفسیات کا خاصا سامان ہے۔ابراہیم کا بچپن اور والد سے مکالمہ ہے۔آپس کے سوال و جواب ہیں۔استفہامیہ انداز ہے خود کلامی ہے۔یہ وہ امور ہیں جو بچوں کی نفسیات اور دلچسپی کے عین مطابق ہیں۔جبکہ قصہ آدم علیہ السلام میں کچھ اونچے درجے کے مباحث ہیں جیسے انسانی زندگی کی ابتداء فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور پھر رب تعالیٰ اور شیطان کا مکالمہ وغیرہ۔یہ ایسی ابحاث ہیں جو بنیادی ہونے کے باوجود بچوں کی ذہنی سطح سے مطابقت نہیں رکھتیں۔سو اس حکمت کے پیش نظر اس سے صرف نظر کیا گیا ہے۔اور دوسرے حصے میں اسے کسی قدر شامل کیا گیا۔گویا مولانا کی کوشش یہی رہتی ہے کہ صرف نیکی کی بات کہنا ہی اصل نہیں بلکہ نیکی کی بات کو بچوں کی ذہنی سطح و دلچسپی کے مطابق اس طرح سے پیش کیا جائے کہ بچہ ان اوصاف کو اپنی شخصیت کا حصہ بنا سکے۔اس پہلو سے حضرت ابراہیم کے قصے میں زیادہ جاذبیت ہے۔پھر اسلام چونکہ انہی ایک ابراہیمی نسبت و پہچان رکھتا ہے۔اس لیے یہ امر بھی مقتضی تھا کہ ابتدا حضرت ابراہیم سے ہو۔

ایسے ہی اولین عنوان کو دیکھیں تو وہ ''من کسر الاصنام'' ہے۔اس استفہامیہ انداز سے بچوں میں تجسس پیدا ہوتا ہے کہ بت توڑنے والا کون ہے؟ اس نے بت کیوں توڑے؟ کیا بت لائق عبادت ہیں؟ اگر ہیں تو پھر ٹوٹے کیوں؟ گویا پہلے سبق کے عنوان سے بچوں کو دلچسپ انداز میں بت شکنی سے آشنا کیا جا رہا ہے۔بچوں میں ابراہیمی سوچ جس قدر آگے بڑھے گی اس قدر سچے خدا کی کامل بندگی کا ذوق پیدا ہوگا۔جس کی ایک شاندار نظیر حضرت ابراہیم ہیں۔پھر پہلے سبق کی پہلی سطر کس قدر خوبصورت ہے۔''قبل ایام کثیرۃ کثیرۃ جداً''۔گویا روایتی کہانیوں والے انداز سے ہی ابتدا کی گئی تا کہ بچے کو یہ انداز اجنبی نہ لگے اور پڑھنے و سمجھنے میں آسانی رہے۔جیسے کان فی قریۃ رجل مشھوراً جداً وکان اسم ھذا الرجل آذر وکان آذر و یبیع الاصنام" ۹ ۔ پھر کان کی تکرار سے ایک صوتی آہنگ پیدا ہوتا ہے۔جو بچوں کے سیکھنے کے لیے از حد معاون ہے۔ماہرین کے مطابق بچوں کے لیے ہم وزن الفاظ اور آوازوں کو دہرانے سے ان کے یاد رکھنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔۱۰

کتاب کا آغاز مختصر جملوں سے ہوتا ہے۔ قبل ایام کثیرة کثیرة جداً وکان فی قریة رجل مشهوراً جدا وکان اسم هذا الرجل آزر وکان ازریبیع الاصنام۔[11]

ان جملوں میں تفہیم پر خاص زور ہے اور تدریجاً بچوں کو آزر کا تعارف کروایا جارہا ہے۔ اس طرح بچوں کے ذہنوں میں بار بار سوالات پیدا کئے جاتے ہیں تاکہ انہیں بت پرستی کے ہر ہر پہلو سے آشنائی ہو جائے۔ اور وہ اس مذموم عمل سے زندگی بھر دور رہیں۔ ابراہیم و آزر کا مکالمہ اس کی مزید وضاحت کرتا ہے کہ ایک سادہ و معصوم لیکن حق پرست بچہ اپنے باپ سے کیسے سوال کرتا ہے؟

وکان یقول لوالده یا ابی لما ذا تعبد هذه الاصنام؟ویا ابی لماذا اتسجد لهذا الاصنام؟ ویا ابی لماذا تسال هذه الاصنام؟ان هذه الاصنام لا تتکلم ولا تسمع وان هذه الاصنام لا تضروه ولا تنفع ولا ی شیء تضع لها الطعام والشراب۔[11ء]

ایسے ہی آپ نے اثنائے گفتگو میں کہیں آیت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نگینوں کی طرح جڑ دیئے ہیں۔ ولا نها حجارة لا تنطق قال ابراهیم مالکم لا تنطقون۔[12]

اس کے ساتھ ساتھ شروع میں عقائد بالخصوص توحید پر زور ہے۔ جوں جوں آگے بڑھتے چلے جائیں توں توں دیگر عقائد و عبادات کی تفصیلات سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح سے گویا مولانا طلبا کی انگلی پکڑ کر انہیں اقلیم دین کے ایک ایک گوشے سے آگاہی کروا رہے ہیں۔ آسانی سے مشکل کی طرف کے مسلمہ تعلیم اصول کو مولانا نے آخر تک برقرار رکھا ہے۔

چونکہ مولانا کا ذوقی مضمون توحید کا ہے۔ ایسے میں آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ توحید کو گوناگوں اسالیب سے بیان کیا جائے۔ یہاں ایک اسلوب کی جھلک دیکھئے کہ اس میں آیات کو کس خوبصورتی سے سمو دیا گیا ہے۔

من ربی ،وذات لیلة رأی ابراهیم کوکبا،فقال هذا ربی .ولما غاب الکوکب ،قال ابراهیم لا هذا لیس بربی.

ورأی ابراهیم القمر فقال هذا ربی .ولما غاب القمر قال ابراهیم لا هذا

ليس بربي. وطلعت الشمس فقال ابراهيم هذا ربي هذا اكبر.

ولما غابت الشمس في الليل قال ابراهيم. لا هذا ليس بربي.

ان الله حي لا يموت. ان الله باق لا يغيب. ان الله قوي لا يغلبه شيء. ۱۳ھ

پھر شرک کی حقیقت کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔

الشرك كما يخدر المآء الى الحدور.

بت پرستی کا آغاز وارتقاء

بچوں کی اس کتاب میں تدریجی انداز سے بت پرستی اور اس کی تاریخ سے آشنا کروایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں صرف عنوان ہی ملاحظہ کیجئے۔ حسد الشيطان، فكرة الشيطان، حيلة الشيطان، صور الصالحين، من الصور الى التماثيل، من التماثيل الى الاصنام، غضب الله۔ ۱۴ھ پھر اسی بحث کو ایک اور جگہ پر مسیحیت کی تاریخ میں من عقيده غامضة الى وثنية سافرة۔ (الجھے ہوئے عقیدے سے عام بت پرستی کی طرف) اس میں آپ نے بت پرستی کے حوالے سے یورپ تک کی تاریخ بیان کردی۔ اس عہد بت پرستی پر کس خوبصورتی سے تبصرہ کرتے ہیں۔ وينو الها معابد وهياكل فللرزق اله وللرحمة اله، وللقهر اله، وكانت الرومية عريقة في الوثنية والتمسك بالخرافات وقد امتزجت الوثنية بلحمها ودمها وجرت منها مجرى الروح والدم. ۱۶ھ

آیات کی تشریح کا منفرد انداز:

جو خیر الکلام ما قل ودل کی بہترین مثال ہے۔ الذي خلقني فهو يهدين. والذي هو يطعمني ويسقين. واذا مرضت فهو يشفين. والذي يميتني ثم يحيين. وان الاصنام لا تخلق ولا تهدي. وانها لا تطعم احدو لا تسقي. واذا مرضت فهي لا تشفي. وانها لا تميت احداً ولا تحي. ۱۷ھ

لطف یہ کہ آیات کی تشریح آیت کے الفاظ سے زیادہ نہیں لیکن ابلاغ اعلیٰ درجے کا ہے اور یہی مولف کا کمالِ فن ہے۔

نادر تشبیہات:

بعض تشبیہات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ یک بیک تمام تر مضمون کو نگاہوں کے سامنے لے آتی ہیں اور مزید کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔قصہ موسی وفرعون میں فرعون کے سپاہی بنی اسرائیل کے بچوں کی تلاش میں ہیں کہ انہیں ذبح کریں۔ان کی تلاش وجستجو کی شدت کو مولانا نے کس خوبی سے بیان کیا ہے۔فرماتے ہیں۔

ماذا تصنع الام المسكينة ،واين تخفى هذا المولود الجميل والشرطة لهم عيون الغراب وشامة النمل.١٨ھ

عام فہم مثالیں:

فرعونی مظالم کی ہولناکیاں اور خون ریزیاں بچوں کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے اوراگر اس تفصیلات بیان کی جائیں تو اس کا سمیٹنا مشکل تر ہو جاتا ہے۔ایسے معاملات میں مولانا عام فہم مثالوں کے ذریعے اس مشکل کا حل نکالتے ہیں۔

وكان يذبح مئات من الاطفال فى يوم واحد كعيد الاضحٰى.

منظر کشی:

کہانی کے اندر منظر کشی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔اس سے نگاہوں کے سامنے وہ تمام تر نقشہ آجاتا ہے، کہ جس میں اہم جزئیات تک کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا اور یہ تصویر جتنی مکمل ہوگی کہانی میں اس قدر اٹھان اور جان ہوگی۔قوم عاد پر عذاب اور اس کے بعد کی کیفیت آپ نے کس جامعیت اور دردناک پیرائے میں نقشہ کھینچا ہے۔

وهبت العاصفة تقلع الاشجار وتهدم البيوت وتحمل الدواب وترميها الى مكان بعيد. وطارت رمال الصحراء واظلمت الدنيا فلايرى الانسان شيئاً. ودخلهلم الرعب فدخلوا بيوتهم واغلقوا ابوابها. واعتنق الاطفال بالامهات واعتنق الناس بالجدران،ودخل الناس الحجرات. الاطفال يبكون ،والنساء يصحن

والرجال يدعون ويستغيثون.۲۰؎

اس عبارت میں آندھی کی کیفیت،بستی کی تباہی،مردوں،عورتوں اور بچوں کی گریہ وزاری اور پھر انکا انہی تباہ حال بستی میں پلٹ کر آنے کا منظران تمام ترکیفیات کو مولانا نے چند جملوں میں سموکرر کھ دیا ہے۔

پھر حضرت یوسف کے قصہ میں اس کنویں کی منظر کشی اور اس کی مختلف کیفیتوں کو کس شان بلاغت سے بیان کیا ہے کہ کوئی اہم پہلواوجھل نہیں رہنے دیا۔

وکان یوسف فی البئر،وکانت البئر عمیقة،وکانت البئرالی الغابة وکانت الغابة موحشة وکان ذلك فی اللیل،وکان اللیل مظلماً.۲۱؎

کس قدر چھوٹے چھوٹے جملے ہیں اوران میں کس بلا کی منظر کشی کی گئی ہے۔کنویں کی وحشت،گہرائی اور جنگل کی خوفناکی دور پھر اس پر رات کی گہری تاریکی،اس منظر کشی سے یہ تمام تر ہولناک کیفیت آنکھوں کے سامنے آن کھڑی ہوتی ہے اور یہی مولانا کے سحر کار قلم کا کرشمہ ہے۔

مختصر یہ کہ قصص النبیین بچوں کی نفسیات اوردین کے اصولوں کی روشنی میں لکھی گئی ایک منفرد،موثر اور جامع کتاب ہے۔اس میں ہر کہانی اپنے تدریجی مراحل سے گزر کر اختتام تک پہنچتی ہے۔اولاً چھوٹے چھوٹے جملے ہیں۔مختصر آیات ہیں پھر آگے وسعت،تنوع،تشبیہات،اہم تاریخی بحثیں نتیجہ خیز اختتام اور ایک قصے کا دوسرے قصے یا حکمت سے ربط،موزوں و برمحل اشعار،مکالماتی انداز،مختلف تاریخی تصویروں کا اہم موثر منظر کشی،چونکا دینے والا اسلوب اور اخلاقی تربیت کا دل پذیر انداز وغیرہ ایسی نمایاں خصوصیات ہیں کہ جن کے سبب قصص النبیین بچوں کے ادب میں نمایاں ترین مقام کی حامل ہے۔ماضی قریب میں قصص کے پہلو سے لاکھوں بچوں کی زندگیوں کو بدلنے میں جو کردار اس کتاب نے ادا کیا ہے دوسری کسی کتاب کے حصے میں یہ فخر نہیں آسکا۔اور اس کتاب کی صورت میں مولانا ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ے اہل دل کی زندگی جاوداں ہوئی برسوں ہر بزم میں ذکرِ وفا رہا

حواشی وحوالہ جات

۱۔ بچوں کی تعلیم وتربیت، از میری لارنس فرینک، (مترجم محمد افضال) دارالشعور، لاہور ۲۰۰۱ء صفحہ نمبر ۱۲۴۔

۲۔ قصص النبیین، مقدمہ جز ثانی، الشیخ احمد الشرباصی، صفحہ نمبر ۴۰۵۔

۳۔ قصص النبیین، جز ثالث، السید قطب

۴۔ میری علمی ومطالعاتی زندگی بحوالہ ابوالحسن علی ندوی، حیات وافکار کے چند پہلو، مرتب ڈاکٹر سفیر اختر، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔ صفحہ ۲۷

۵۔ مقدمہ قصص النبیین، جز ثانی، صفحہ نمبر ۵۔۴۔۳

۶۔ بال جبریل، کلیات اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز

۷۔ مقدمہ قصص النبیین، جز ثانی صفحہ نمبر ۴

۸۔ بچوں کے روزمرہ نفسیاتی مسائل اوران کا حل، مولف عبدالشکور ناشر تخلیقات لاہور ۲۰۰۰ء صفحہ ۲۴۔

۹۔ قصص النبیین، جز اول، صفحہ نمبر ۶، ۷

۱۰۔ اپنے بچے کی دماغی قوت بڑھایئے، گویلم رابرٹس، مترجم قاضی ذوالفقار احمد صفحہ نمبر ۶۴، ادارہ تخلیقات لاہور۔

۱۱۔ قصص النبیین الجزالاول، صفحہ نمبر ۸

۱۲۔ حوالہ بالا، صفحہ ۹

۱۳۔ حوالہ بالا، صفحہ ۱۳

۱۴۔ قصص النبیین الجزالثانی، صفحہ نمبر ۹ تا ۱۴

۱۵۔ قصص النبیین الجزالرابع، صفحہ نمبر ۶۸

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ قصص النبیین ،الجزء الاول ،صفحہ نمبر ۱۶

۱۸۔ قصص النبیین ،الجزء الثالث ،صفحہ نمبر ۱۹

۱۹۔ قصص النبیین ،الجم ء الثالث صفحہ نمبر ۱۷

۲۰۔ قصص النبیین ،الجزء الثانی ،صفحہ نمبر ۴۸

۲۱۔ قصص النبیین ،الجزء الاول ،صفحہ نمبر ۳۲

☆☆☆☆☆☆☆☆